نوحہ

اے تشنہ لب محمدؐ اے شاہِ کربلا
دشتِ بلا کو تونے مدینہ بنا دیا

نکلے دلوں سے اتنے اُجالوں کے قافلے
سورج بھی ڈر کے چھپ گیا آنچل میں رات کے
جب تونے کربلا میں گُل کر دیا دِیا

دیتا ہے اب بھی دریا تیری پیاس کو خراج
پوچھا ہے تیری پیاس نے کچھ اس طرح مزاج
اب تک لرز رہا ہے کلیجہ فرات کا

بن کر تیرے کرم کی دلیلیں جلوس میں
سیراب کر رہی ہیں سبیلیں جلوس میں
دریا اُٹھا رہا ہے علم تیری پیاس کا

بے دست تیرا بھائی ہے اور دستگیر ہے
تو ایسا ہے غریب جو سب کا امیر ہے
کیا مرتبہ ہے تیرا کسی کو نہیں پتا

رُکتی نہیں کہیں پہ یہ عالم ہے خوف کا
ٹکرائی تھی دِیئے سے تیرے سر پھری ہوا
تونے دیا بجھا کے ہوا کو جلا دیا

اس خاک پہ ہی جاری کیا چشمہ عطا 419
صدیوں سے جو کہ کرب و بلا میں تھی مبتلا
دے کر شفا اسی کو مسیحا بنا دیا

تجھ پر سلام تیری ضعیفی پہ بھی سلام
جو انبیاء نہ کرسکے تو نے کیا وہ کام
تنہا جوان بیٹے کا لاشہ اُٹھا لیا

غربت پہ شاہِ والا کی دشمن بھی رو دیئے
اصغرؑ کی جب لحد سے یہ کہتے ہوئے اُٹھے
اے میرے لعل میں تو اکیلا ہی رہ گیا

لاریب بے مثال ہے گوہرؔ میرا حسینؑ
بخشا ہے اس نے دین کو کرب و بلا میں چین
ظلم و ستم کا نام و نشاں تک مٹا دیا